کیا فضائل کے باب میں ضعیف حدیث معتبر ہے؟

دارالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Fsd-10140 تاریخ: 31-08-2026

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض لوگ فضائلِ اعمال کے باب میں وارد ہونے والی ضعیف احادیث کو قبول نہیں کرتے، بلکہ حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اس میں بیان کردہ فضیلت والے عمل کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔ شرعی رہنمائی فرمائیں کہ شریعت میں حدیثِ ضعیف کی کیا حیثیت ہے اور کیا فضائلِ اعمال کے باب میں ضعیف احادیث قابل قبول ہیں؟ اگر ہیں، تو اس کی شرعی دلیل کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

دورِ حاضر کے فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ کسی عمل کی فضیلت کے بارے میں جب کوئی حدیثِ ضعیف سامنے آتی ہے، تو بعض لوگ اس کے ضُعف کو اس شدت سے بیان کرتے ہیں کہ گویا ضعیف حدیث، موضوع اور من گھڑت روایت کا ہی دوسرا نام ہے اور لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ضعیف روایات اور مردود و موضوع روایات میں کوئی فرق نہیں، حالانکہ محدثین و محققین، فقہا اور سلف صالحین کا یہ طریقہ کار ہرگز نہیں رہا، لہٰذا ضعیف احادیث کا کلی طور پر انکار کرنا یا ان کے متعلق ایسا ردِ عمل ظاہر کرنا، محدثین کے مسلمہ اصول و قوانینِ حدیث سے انحراف کرنا ہے اور احادیثِ نبویہ کے ایک بڑے ذخیرے کو نا قابلِ اعتبار قرار دینے کے مترادف ہے، جو علمی

اعتبار سے سنگین جرم اور شرعاً مذموم رویہ ہے۔

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ حدیث کے ضعیف ہونے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ وہ موضوع اور من گھڑت ہے ، کیونکہ ضعیف اور موضوع کا آپس میں دور دور تک کوئی تعلق اور جوڑ نہیں بنتا۔(**موضوعیتِ حدیث کیسے ثابت ہوتی ہے،اس پر تفصیلی کلام پڑھنے کے لیے فتاوی رضویہ، جلد5، صفحہ 460 تا462 ملاحظہ کیا جاسکتا ہے**)۔ لہٰذا ضعیف روایت کو موضوع یا من گھڑت قرار دینا علمی خیانت اور محدثین کے مسلمہ علمی منہج کو مسخ کرنے کے مترادف ہے اور دعویٔ علم کے باوجود جہالت کا ثبوت ہے۔

نفس حکم: محدثینِ کرام نے احادیث کے قبول ورَدّ کے باقاعدہ اُصول مقرر فرمائے ہیں، انہی اُصولوں کی روشنی میں کوئی حدیث صحیح، حسن اور ضعیف قرار پاتی ہے اور محض کسی روایت کے ضعیف ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میں بیان کردہ فضیلت یا عمل بھی باطل اور ناقابلِ قبول ہے، خصوصاً فضائلِ اعمال کے باب میں کہ حدیث وفقہ کے ماہر علماء کا متفقہ اصول ہے کہ "**ہر وہ حدیث جو موضوع نہ ہو، احکام یعنی حلال وحرام سے متعلق نہ ہو، کتنی ہی ضعیف کیوں نہ ہو، فضائل کے باب میں مقبول ہے**"، نیز کثیر احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فضائلِ اعمال میں احادیثِ ضعیفہ مقبول ہیں، مزید یہ کہ بعض اوقات ایک ضعیف روایت، اپنے شواہد و توابع ،مؤید روایات اور دوسرے اسبابِ قوت کی وجہ سے قوت پاکر حسن لغیرہ، بلکہ بعض صورتوں میں صحیح لغیرہ کے درجے تک پہنچ جاتی ہے اور احکام میں بھی اس سے استدلال جائز و درست ہو جاتا ہے۔

اسی طرح کسی بھی حدیث کے متعلق "غیر صحیح، یا لا یصح" کے الفاظ آجائیں، تو اس کا یہ مفہوم بیان کرکے دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ "یہ حدیث درست نہیں" گویا موضوع قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے، حالانکہ "غیر صحیح" کا درست مفہوم یہ ہے کہ وہ روایت اصطلاحِ محدثین

کے اعتبار سے صحیح لذاتہ کے درجے پر نہیں پہنچی، مگر اصول حدیث سے تھوڑا سا شغف رکھنے والا، بلکہ مبتدی طالب علم بھی یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ اس کے بعد حدیث کے متعدد درجات موجود ہیں، بلکہ ان میں بعض سے تو احکام بھی ثابت ہو جاتے ہیں، جیسا کہ صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، وغیرہا، لہٰذا "غیر صحیح" کو "جھوٹی" یا "من گھڑت" قرار دینا یا اس کے متعلق ایسا اندازِ بیان رکھنا نہ صرف اصطلاحاتِ ائمہ سے ناواقفیت کی واضح دلیل، بلکہ جہالت ہے اور عام طور پر ایسی حرکت دھوکا دہی کے لئے کی جاتی ہے۔

یہ بھی پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ کسی بھی حدیث کو صحیح، حسن یا ضعیف، ان اہم اور دقیق اُصول و قواعد کی بنیاد پر قرار دیا جاتا ہے، جو محدثین یعنی علم حدیث کے ماہر علما نے مقرر فرمائے ہیں، اگر کوئی روایت کسی اصول اور قاعدے کی وجہ سے ضعیف کے درجے میں آگئی، تو وہ فی الواقع اور حقیقت میں بھی ضعیف ہو، ایسا ضروری نہیں ہے، بلکہ ممکن ہے کہ صحیح، ضعیف ہو اور ضعیف روایت، صحیح کے درجے پر فائز ہو لیکن ہم چونکہ ظاہری سند و دلیل کے پابند ہیں، اس لئے ہم ظاہر کے مطابق ہی حکم دیں گے الا یہ کہ درایت کے اصولوں کی وجہ سے روایت پر صحت کے باوجود اس پر کلام ہو۔

خلاصہ: تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ محدثین نے حدیثِ ضعیف کو نہ صرف ثبوت کے اعتبار حدیث قرار دیا، بلکہ فضائلِ اعمال میں مقبول اور معتبر بھی مانا، لہٰذا اگر کوئی جان بوجھ کر ضعیف روایت کو مطلقاً رد کرے اور جس فضیلت والے عمل کے متعلق وہ روایت وارد ہوئی ہے، اس کا انکار کرے، تو یہ اس کی بد نصیبی ہے، ورنہ کم از کم علم حدیث و اصول حدیث سے آگاہی نہ ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حدیث ضعیف کی حقیقت، اس کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے ذیل میں حدیثِ ضعیف کی تعریف، اس کا حکم اور اس پر تصریحات ملاحظہ کیجیے:

حدیثِ ضعیف کی تعریف:

شیخِ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی حنفی بخاری رَحمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:1052ھ) لکھتے ہیں: "الحديث الضعيف هو الذي فقد فيه الشرائط المعتبرة في الصِّحة والحسن كلاأو بعضا، ويذم راويه بشذوذ أو نكارة أو علة "ترجمہ: حدیثِ ضعیف وہ حدیث ہے جس میں حدیثِ صحیح اور حدیثِ حسن کی معتبر شرائط میں سے تمام یا بعض شرائط نہ پائی جائیں اور اس کا راوی شذوذ، انکار یا کسی علت سے مطعون ہو۔ (شذوذ، انکار اور علت بھی علمی اصطلاحات ہیں۔)

(مقدمۃ الشیخ، صفحہ 45، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اور تیسیر مصطلح الحدیث میں یوں بیان کی گئی: "هو ما لم يجمع صفة الحسن، بفقد شرط من شروطه "یعنی: وہ حدیث ہے، جس میں حدیث حسن کی کوئی شرط مفقود ہو۔

(تیسیر مصطلح الحدیث، صفحہ 44، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حدیث ضعیف کا حکم یہ ہے کہ فضائل و مناقب اور ترغیب و ترہیب سے متعلقہ اعمال میں حدیثِ ضعیف بالاتفاق نہ صرف جائز و مقبول، بلکہ استحباب کو ثابت کرتی ہے، جبکہ عقائد و احکام (حلال وحرام) میں مقبول نہیں، ہاں! احتیاطی معاملہ ہو، تو اس صورت میں احکام میں بھی ضعیف حدیث قبول ہوتی ہے، نیز اگر ضعیف بضعفِ قریب کے شواہد و توابع بھی آجائیں، تو ضعیف روایت درجۂ حسن پا کر احکام میں براہِ راست قابلِ استدلال بن سکتی ہے۔

اس حکم کے متعلق جزئیات ملاحظہ کیجیے:

چنانچہ اِمام نووی کے شیخ امام ابو شامہ عبد الرحمن بن اسماعیل رَحمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات :665ھ) اپنی کتاب "الباعث على انكار البدع والحوادث "میں، امام سخاوی "المقاصد الحسنہ "میں، علامہ طحطاوی "حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی "میں اور علامہ شامی علیہم الرحمۃ "رد المحتار "میں لکھتے ہیں:

"جرى في ذلك على عادة جماعة من أهل الأحاديث يتسا هلون في أحاديث فضائل الأعمال

وهذا عند المحققين من أهل الحدیث" ترجمہ: اس معاملے میں محدثین کی عادتِ جاریہ ہے کہ فضائل اعمال سے متعلق احادیث میں نرمی برتتے ہیں اور یہ محققین علمائے حدیث کے نزدیک ہے۔

(الباعث علی إنکار البدع والحوادث، صفحہ 75، مطبوعہ دار الھدی، القاھرۃ)

اور امام ابن عبد البر رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (سالِ وفات: 1340ھ / 1921ء) لکھتے ہیں: "اھل الحدیث بجماعتھم یتساھلون فی الفضائل فیروونھا عن کل وانما یتشددون فی احادیث الاحکام" ترجمہ: محدثین، احادیثِ فضائل میں نرمی فرماتے ہیں، پس ایسی روایات کو ہر شخص سے بیان کردیتے ہیں، ہاں! احادیثِ احکام میں سختی کرتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 05، صفحہ 488، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

فضائلِ اعمال میں حدیث ضعیف کے مقبول ہونے کے متعلق امام شرف الدین نَوَوِی رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (وِصال: 676ھ / 1277ء) لکھتے ہیں: "قال العلماء من المحدثین والفقھاء وغیرھم: یجوز ویستحب العمل في الفضائل والترغیب والترھیب بالحدیث الضعیف ما لم یکن موضوعا" ترجمہ: محدثین وفقہاء وغیرہم فرماتے ہیں کہ فضائلِ اعمال اور ترغیب وترہیب کے معاملے میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا مستحب ہے، ہاں! موضوع (من گھڑت روایت) پر عمل جائز نہیں۔

(الأذکار للنووي، صفحہ 8، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

علامہ علی قاری حنفی رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (سالِ وفات: 1014ھ / 1605ء) لکھتے ہیں: "وھو یعمل بہ فی فضائل الاعمال اتفاقا" ترجمہ: اور فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث پر بالاتفاق عمل کیا جائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح، جلد 2، صفحہ 806، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

ضعیف کے فضائل اعمال میں مقبول ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے شیخِ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی حنفی بخاری رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ لکھتے ہیں: "الاحتجاج بالضعیف: وما اشتھر أنّ الحدیث

الضعيف معتبر في فضائل الأعمال، لا في غيرها، المراد مفرداته لا مجموعها؛ لأنه داخل في الحسن، لا في الضعيف، صرّح به الأئمة، وقال بعضهم: إن كان الضعيف من جهة سوء حفظ، أو اختلاط، أو تدليس مع وجود الصدق والديانة، ينجبر بتعدد الطرق، وإن كان من جهة اتهام الكذب أو الشذوذ أو فحش الخطأ، لا ينجبر بتعدد الطرق، والحديث محكوم عليه بالضعف، ومعمول به في فضائل الأعمال "ترجمہ: ضعیف سے استدلال: اور جو یہ مشہور ہے کہ **ضعیف حدیث فضائل اعمال میں معتبر ہے**، اس کے غیر میں نہیں، تو وہ تب ہے جب وہ **ضعیف تنہا ایک ہی روایت ہو**، نہ کہ **مجموعی** طور پر بھی **(یعنی جب متعدد ضعیف روایتیں جمع ہو جائیں)** کیونکہ **(جب اس حدیث کی تائید میں دیگر اسانید، روایات، توابع یا شواہد بھی مل جائیں، تو)** وہ حسن کے درجے میں شامل ہو جاتی ہے، ضعیف نہیں رہتی، اسی بات کی ائمہ نے تصریح فرمائی اور بعض نے کہا: اگر روایت کے ضعف کی وجہ راوی کا سوءِ حفظ، خلط ملط کرنا یا تدلیس ہو، باوجود یہ کہ راوی میں صدق اور دیانت موجود ہو، تو متعدد طرق کی وجہ سے اس ضعف کی تلافی ہو سکتی ہے، لیکن اگر ضعف کی وجہ راوی پر جھوٹ کی تہمت، شذوذ یا فحش غلطیاں ہوں، تو متعدد طرق بھی اس ضعف کو دور نہیں کر سکتے، اور اس صورت میں حدیث ضعیف ہی قرار پائے گی، البتہ فضائلِ اعمال میں پھر بھی اس پر عمل کیا جائے گا۔

(مقدمۃ الشیخ، صفحہ 48، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اور اس بات پر حفاظِ حدیث کا اجماع بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "فضائل و مناقب میں باتفاقِ علماء حدیث ضعیف مقبول و کافی ہے۔۔۔ مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خُوبی بیان ہوئی کہ اُنہیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا، یہ فضل عطا کیا، تو ان کے مان لینے کو ضعیف حدیث بھی بہت (کافی) ہے، ایسی جگہ صحت حدیث میں کام کر کے اسے پایہ قبول سے ساقط کرنا فرق مراتب نہ جاننے سے ناشی۔ امام ابوزکریا نووی "اربعین" پھر امام ابن حجر مکی "شرح مشکوٰۃ

"پھر مولانا علی قاری "مرقاۃ و حرز ثمین شرح حصن حصین" میں فرماتے ہیں: قد اتفق الحفاظ و لفظ الاربعین قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال و لفظ الحرز لجواز العمل به فی فضائل الاعمال بالاتفاق یعنی بلاشبہ **حفاظِ حدیث و علمائے دین کا اتفاق ہے کہ فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔**"

(فتاوی رضویہ، جلد 5، صفحہ 478، 479، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

ذیل میں صرف چند اکابر اور جلیل القدر محدثین اور ان کی کتب کے حوالوں کے ساتھ نام ذکر کیے جارہے ہیں، جنھوں نے ضعیف احادیث کے فضائلِ اعمال میں مقبول ہونے کو مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے، چنانچہ:

1) امام ابو بکر خطیب البغدادی "الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع" جلد 2، صفحہ 91، مطبوعہ مکتبۃ المعارف، ریاض۔

2) امام ابن عبد البر المالکی "جامع بیان العلم وفضله" باب تفضیل العلم علی العبادۃ، صفحہ 35، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

3) امام بیہقی "دلائل النبوۃ" جلد 1 صفحہ 34، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔

4) حافظ ابن صلاح "معرفة انواع علوم الحدیث المعروف" مقدمۃ ابن الصلاح، صفحہ 210، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔

5) امام ابن ملقن سراج الدین ابو حفص عمر بن علی الشافعی المصری "التوضیح شرح صحیح البخاری" جلد 2، صفحہ 67، طبع دار الفلاح۔

6) امام نووی "ارشاد طلاب الحقائق الی معرفة سنن خیر الخلائق" صفحہ 107، 108، مطبوعہ دار الیمامہ، دمشق۔

7) حافظ جعفری "رسوم التحدیث فی علوم الحدیث للجعفری" صفحہ 96، مطبوعہ دار ابن

حزم۔

8) حافظ ابن ناصر الدین دمشقی "عقود الدرر فی علوم الاثر"، صفحہ 174، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔

9) امام جلال الدین سیوطی الشافعی، "شرح الفیۃ السیوطی"، صفحہ 194، مطبوعہ دار ابن حزم۔

10) حافظ سراج الدین بلقینی "محاسن الاصطلاح و تضمین کتاب ابن الصلاح"، صفحہ 234، مطبوعہ دار ابن حزم۔

11) امام حافظ بدر الدین ابن جماعۃ الکنانی "المنہل الراوی فی مختصر علوم الحدیث النبوی" صفحہ 112، مطبوعہ مکتبہ غراس، کویت۔

12) الامام شرف الدین حسین بن محمد طیبی "الخلاصۃ فی اصول الحدیث" صفحہ 48، مطبوعہ عالم الکتب، بیروت۔

13) امام محمد شمس الدین، "فن مصطلح الحدیث" صفحہ 86۔

14) ابن کثیر دمشقی "اختصار علوم الحدیث مع الباعث الحثیث" صفحہ 85، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ۔

15) امام ابو محمد عبد الرحمن ابن ابی حاتم رازی "الجرح والتعدیل تقدمۃ الکتاب" جلد 1، صفحہ 54، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ۔

16) امام ابن ہمام رحمہم اللہ تعالی "فتح القدیر"، جلد 1، صفحہ 349، مطبوعہ مصر۔

احادیث طیبہ سے ثابت ہوتا ہے کہ فضائلِ اعمال میں ضعیف روایت مقبول ہے، چنانچہ: امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے، کتب صحاح و سنن، مثل صحیح ابن حبان، سنن ابن ماجہ،

کتبِ مسانید جیسا کہ مسند احمد، مسند ابو یعلی، اور معاجم، طبرانی وغیرہا کے حوالے سے کثیر روایات بیان کر کے ثابت کیا کہ فضائل اعمال میں ضعیف کا مقبول ہونا، حدیث سے ثابت ہوتا ہے، چنانچہ یہاں مختصراً کلام ملاحظہ کیجیے، لکھتے ہیں: "**خود احادیث حکم فرماتی ہیں کہ ایسی جگہ حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے**، جان برادر اگر چشم بینا اور گوش شنوا ہے، تو تصریحاتِ علما درکنار خود حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے احادیث کثیرہ ارشاد فرماتی آئیں کہ ایسی جگہ حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے اور تحقیقِ صحت وجودتِ سند میں تعمق وتدقیق راہ نہ پائے ولکن الوھابیۃ قوم یعتدون۔ بگوشِ ہوش سُنیے اور الفاظِ احادیث پر غور کرتے جائیے، حسن بن عرفہ اپنے جزو حدیثی اور ابو الشیخ مکارم الاخلاق میں سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دار قطنی اور موہبی کتاب فضل العلم میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور کامل جحدری اپنے نسخہ میں اور عبد اللہ بن محمد بغوی اُن کے طریق سے اور ابن حبان اور ابو عمر بن عبد البرکات کتاب العلم اور ابو احمد ابن عدی کامل میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین فرماتے ہیں: من بلغہ عن اللہ عزوجل شیئ فیہ فضیلۃ فاخذ بہ ایمانا بہ ورجاء ثوابہ اعطاہ اللہ تعالیٰ ذلک وان لم یکن کذلک۔ جسے اللہ تبارک وتعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور اُس کے ثواب کی اُمید سے اُس بات پر عمل کرے، تو اللہ تعالیٰ اُسے وہ فضیلت عطا فرمائے اگرچہ وہ بات ایسے نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ، جلد 5، صفحہ 486، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

پھر یہ بات محض ارشادات تک موقوف نہیں، محدثین نے باقاعدہ ایسی احادیث بیان کر کے واضح کیا کہ کوئی حدیث اگرچہ ضعیف ہو، مگر اہل علم کا اس پر عمل ہے، جس سے اس کے فضائل اعمال میں مقبول ہونے کا ثبوت ملتا ہے، لہٰذا یہاں بطور نمونہ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں کہ جن کے ضعف کو خود محدثین نے بیان کیا، مگر ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا کہ اس پر اہل علم کا عمل ہے، چنانچہ:

جامع ترمذی میں ہے:"عن عدي بن حاتم قال: سألت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن صيد البازي، فقال: ما أمسك عليك فكل "یعنی: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باز کے شکار کردہ جانور کے بارے میں پوچھا کہ اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کچھ وہ تمہارے لیے پکڑ کر روکے رکھے اسے کھالو۔

امام ترمذی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:"هذا حديث لا نعرفه إلا من حديث مجالد، عن الشعبي والعمل على هذا عند أهل العلم "یعنی: ہم اس حدیث کو صرف بواسطہ مجالد عن الشعبی (مجالد کو علماء نے ضعیف راوی لکھا ہے۔) کی سند سے جانتے ہیں، مگر اس حدیث پر اہل علم کا عمل ہے۔

(جامع ترمذی، جلد3، صفحہ 135، مطبوعہ دار الغرب الاسلامی، بیروت)

علامہ احمد بن محمد ہَیْتَمِی مکی شافعی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 974ھ/1567ء) لکھتے ہیں:

"قال (من وسع على عياله وأهله يوم عاشوراء وسع اللہ عليه سائر سنته)۔۔۔ وظاهر كلام البيهقي أن حديث التوسعة حسن على رأي غير ابن حبان أيضا فإنه رواه من طرق عن جماعة من الصحابة مرفوعا ثم قال وهذه الأسانيد وإن كانت ضعيفة لكنها إذا ضم بعضها إلى بعض أحدثت قوة"

ترجمہ: جو شخص یوم عاشوراء میں اپنے اہل وعیال پر خرچ میں وسعت کرے، تو اللہ تعالیٰ پورا سال اس کے لیے فراخی فرمائے گا۔ امام بیہقی کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ اہل وعیال پر وسعتِ رزق کے بارے میں یہ حدیث، ابن حبان کے علاوہ دیگر ائمہ کے نزدیک بھی حسن کے درجے میں ہے، کیونکہ انہوں نے اسے متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً مختلف طرق سے روایت کیا ہے، پھر فرمایا: اگرچہ ان روایات کی یہ سندیں ضعیف ہیں، لیکن جب ان میں سے بعض سندوں کو بعض کے ساتھ ملایا جائے، تو ان سے حدیث کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

(الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، جلد2، صفحہ 536، مؤسسۃ الرسالۃ، لبنان)

علامہ ابراہیم حلبی رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ لکھتے ہیں:" (یستحب ان یمسح بدنہ بمندیل بعد الغسل) لماروت عائشۃ رضی اللہ تعالی عنھا قالت کان للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرقۃ یتنشف بھا بعدالوضوء رواہ الترمذی وھو ضعیف ولکن یجوز العمل بالضعیف فی الفضائل"

یعنی: نہاکر رومال سے بدن پُونچھنا مستحب ہے، جیسا کہ ترمذی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وضو کے بعد رومال سے اعضائے مبارک صاف فرماتے۔ ترمذی نے روایت کیا یہ حدیث ضعیف ہے مگر فضائل میں ضعیف پر عمل رواہے۔

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، سنن الغسل، صفحہ 52، مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور)

امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ اسی بات پر امثلہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"مولانا علی قاری موضوعاتِ کبیر میں حدیث مسح گردن کا ضعف بیان کرکے فرماتے ہیں: الضعیف یعمل بہ فی الفضائل الاعمال اتفاقا ولذا قال ائمتنا ان مسح الرقبۃ مستحب او سنۃ۔ یعنی: فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر بالاتفاق عمل کیا جاتا ہے اسی لئے ہمارے ائمہ کرام نے فرمایا کہ وضو میں گردن کا مسح مستحب یا سنّت ہے۔" (موضوعات کبیر، حدیث مسح الرقبۃ، ص63، مطبوعہ مجتبائی دہلی)"

(فتاوی رضویہ، جلد 05، صفحہ 482، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

(5،6) مزید ایک مقام پر لکھتے ہیں:" وضو کے بعد اِنّا انزلنا پڑھنے کی حدیثوں کا ضعف نہایت قوّت پر ہے، سخاوی نے مقاصد حسنہ میں اسے بے اصل محض کہا، امام جلیل ابو اللیث سمرقندی نے اپنے مقاصد میں ان حدیثوں کو ذکر فرمایا، امام الشان سے اس بارہ میں سوال ہُوا وہی جواب فرمایا کہ فضائلِ اعمال میں ضعاف پر عمل رَواہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 05، صفحہ 528 رضافاؤنڈیشن)

اختصار کے پیش نظر اتنی روایات پر اکتفاء کیا جارہاہے، ورنہ یہاں اس طرح کی بیسیوں اور بھی روایات پیش کی جاسکتی ہے، ماننے والے کے لیے اتنی بھی کافی ہیں۔

کسی بھی روایت کے متعلق "غیر صحیح یا لا یصح" کے الفاظ ذکر ہونے کا مطلب، اس روایت کا موضوع ہونا نہیں ہوتا، چنانچہ علامہ احمد بن محمد، المعروف ابن حجر ہَیْتَمِی مکی شافعی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "وقول أحمد إنه حديث لا يصح، أي: لذاته فلا ينفي كونه حسنا لغيره والحسن لغيره يحتج به كما بين في علم الحديث" ترجمہ: اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان کہ "یہ حدیث صحیح نہیں"، تو اس مراد صحیح لذاتہ نہ ہونا ہے، لہٰذا اس کے حسن لغیر ہونے کے منافی نہیں اور حسن لغیرہ سے استدلال کیا جاتا ہے، جیسا کہ علم حدیث کے باب میں یہ بات بیان ہوئی ہے۔

(الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، جلد2، صفحہ 536، مؤسسة الرسالة، لبنان)

نیز حدیث کا صحیح یا ضعیف ہونا بنظر ظاہر ہوتا ہے، ورنہ حقیقت میں اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے، چنانچہ علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ "**موضوعات کبیر**" میں لکھتے ہیں: "المحققون على ان الصحة والحسن والضعف انما هي من حيث الظاهر فقط مع احتمال كون الصحيح موضوعا وعكسه كذا افاده الشيخ ابن حجر المكى" یعنی: محققین فرماتے ہیں کہ روایت کا صحیح، حسن و ضعیف ہونا فقط بنظر ظاہر ہے باوجود یہ کہ واقع میں یہ ممکن ہے کہ صحیح، موضوع ہو اور موضوع روایت، صحیح ہو، جیسا کہ شیخ ابن حجر مکّی نے افادہ فرمایا ہے۔

(موضوعات كبير لملّا على قارى، تحت الحديث: من بلغه عن الله شيئ الخ، صفحه 68، مطبوعه مجتبائى دهلى)

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: تصحیح و تضعیف صرف بنظرِ ظاہر ہیں، واقع میں ممکن کہ ضعیف، صحیح ہو وبالعکس محقق حیث اطلق فتح میں فرماتے ہیں: "ان وصف الحسن والصحيح والضعيف انما هو باعتبار السند ظنا اما فى الواقع فيجوز غلط الصحيح وصحة الضعيف۔ حدیث کو حسن یا صحیح یا ضعیف کہنا صرف سند کے لحاظ سے ظنی طور پر ہے واقع میں جائز ہے کہ صحیح غلط اور ضعیف، صحیح ہو۔ اُسی میں ہے: ليس معنى الضعيف الباطل فى نفس الامر بل مالم يثبت بالشروط المعتبرة عند اهل الحديث مع تجويز كونه صحيحاً فى نفس الامر

فیجوز ان یقترن قرینة تحقق ذلک، وان الراوی الضعیف اجاد فی ھذا المتن المعین فیحکم بہ **یعنی:**
ضعیف کے یہ معنی نہیں کہ وہ واقع میں باطل ہے، بلکہ مراد یہ کہ جو محدثین کے ہاں معتبر شرائط کے مطابق ثابت نہ ہو، اس کے ساتھ یہ بھی ممکن ہے کہ واقع میں صحیح ہو، تو ممکن کہ کوئی ایسا قرینہ ملے جو ثابت کر دے کہ وہ صحیح ہے اور یہ کہ ضعیف راوی نے یہ حدیث خاص اچھے طور پر بیان کی ہے اُس وقت باوصف ضعف راوی اس کی صحت کا حکم دیا جائے گا۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد05، صفحہ490، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

عقائد واحکام میں ضعیف حدیث مقبول نہیں، جیسا کہ "النکت علی مقدمة ابن الصلاح" **میں ہے:** "ان الضعیف لا یحتج به في العقائد و الاحکام" **ترجمہ: بیشک ضعیف حدیث کو عقائد اور احکام میں دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔**

(النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح للزرکشی، جلد2، صفحہ308، مطبوعہ ریاض)

البتہ موضع احتیاط میں احکام میں بھی حدیثِ ضعیف مقبول ہونے کے متعلق امام اہل سنت، امام احمد رضاخان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "لاجرم علمائے کرام نے تصریحیں فرمائیں کہ دربارہ احکام بھی ضعیف حدیث مقبول ہوگی جبکہ جانب احتیاط میں ہو، امام نووی نے اذکار میں بعد عبارت مذکور پھر شمس سخاوی نے فتح المغیث، پھر شہاب خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا: اما الاحکام کالحلال و الحرام و البیع و النکاح و الطلاق و غیر ذلک فلایعمل فیھا الا بالحدیث الصحیح او الحسن الا ان یکون فی احتیاط فی شیئ من ذلک کما اذا ورد حدیث ضعیف بکراھة بعض البیوع او الانکحة فان المستحب ان یتنزہ عنه ولکن لا یجب۔ **(یعنی محدثین وفقہاوغیرہم علما فرماتے ہیں کہ حلال وحرام بیع نکاح طلاق وغیرہ احکام کے بارہ میں صرف حدیث صحیح یا حسن ہی پر عمل کیا جائے گا مگر یہ کہ ان مواقع میں کسی احتیاطی بات میں ہو جیسے کسی بیع یا نکاح کی کراہت میں حدیث ضعیف آئے تو مستحب ہے کہ اس سے بچیں ہاں واجب نہیں۔) امام جلیل جلال سیوطی تدریب میں فرماتے ہیں:** و

یعمل بالضعیف ایضا فی الاحکام اذا کان فیہ احتیاط۔(حدیث ضعیف پر احکام میں بھی عمل کیا جائے گا جبکہ اُس میں احتیاط ہو۔)"

(فتاویٰ رضویہ، جلد5، صفحہ496،497، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ضعیف روایت کے اپنی تفصیل کے اعتبار سے فضائل و احکام میں قابلِ حجت ہونے کے متعلق تفصیلی مطالعہ کے لیے امام اہل سنت رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا نہایت تحقیقی اور شاندار رسالہ "**منیر العین فی تقبیل الابہامین**" اور شاگردِ اعلیٰ حضرت، مولانا ظفر الدین بہاری رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا "**مقدمۃ صحیح البہاری**"، بنام "**ضعیف اور موضوع حدیث کا علمی اور فنی جائزہ**" کا مطالعہ کیجیے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

17 ربیع الاول 1448ھ/31 اگست 2026ء

دار الافتاء اہلسنت
المفتی
darulifta@dawateislami.net

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.fatwaqa.com کے ذریعے کی جاسکتی ہے